REGD No. L 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

فی پرچہ ۱ؔ

یوم۔ یک شنبہ

۲۷ شعبان سنہ ۱۳۷۰ھ

جلد ۳۹/۵ | ۳ احسان ہش ۱۳۳۰ ۳ جون سنہ ۱۹۵۱ء | نمبر ۱۲۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام استغفار اسی بناء پر ہے کہ آپ بہت ہی ڈرتے تھے کہ جو خدمت مجھے سپرد کی گئی ہے۔ یعنی تبلیغ کی خدمت اور خدا کی راہ میں جاں فشانی کی خدمت اس کو جیسا کہ اس کا حق تھا ادا نہیں کر سکا۔ اور اس خدمت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی نے ادا نہیں کیا مگر تو بھی عظمت اور ہیبت الٰہی آپ کے دل میں حد سے زیادہ تھا۔ اسی لئے دوام استغفار آپ کا شغل تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۷)

لاہور ——— ۲ جون

• آج صبح ۹ بجے گورنر ہاؤس میں پاکستان گرل گائڈز ایسوسی ایشن پنجاب کی سالانہ کونسل میٹنگ منعقد ہوئی۔ صدر ایسوسی ایشن بیگم سردار عبدالرب نشتر نے صدارت کی۔

• پنجاب کی فصل گندم بابت ۵۱-۱۹۵۰ء کے تیسرے اندازہ کے مطابق ماہ مارچ کے آخر تک اس فصل کے کل زیر کاشت رقبہ کا تخمینہ ۷۰ لاکھ ۸۲ ہزار ایکڑ ہے۔ جو سال ماسبق کے اندازے اور اصل رقبے کے مقابلہ میں علی الترتیب ۳.۱٪ اور ۸.۳٪ فیصدی بیشی کا مظہر ہے۔

• تازہ ترین اطلاع کے مطابق میانوالی اور کیمل پور کے اضلاع میں ٹڈی کے بچوں کو مارنے کا کام تیز کیا جا رہا ہے تحصیل تلہ گنگ کی سرکاری رکھیں بھی تقریباً صاف ہو چکی ہیں قلعہ اٹک اور بسیاں جنکشن کے نواحی علاقوں میں بہت حد تک سدھر گئی ہے۔

• کل رات علاقہ گوالمنڈی میں اے۔ آر۔ پی آرگنائزیشن لاہور کے مسٹر جعفری ڈپٹی کمشنر لاہور کی نگرانی میں تقریباً ایک سو

کوریا کے بعد تبت کو اشتراکی خطرہ

لنڈن ۲ جون۔ سر الفریڈ واٹسن نے کشمیر کے جھگڑے کو دیگر اطراف سے بڑھتے ہوئے خطرات کے پیش نظر جلد از جلد طے کئے جانے پر زور دیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ اس وقت بظاہر چینی تبت میں رک گئے ہیں لیکن جونہی جنگ کوریا ختم ہوگی۔ تو چینی یقیناً تبت کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لینے کی کوشش کریں گے۔ گویا چین کے اشتراکی ہندوستان کی سرحد پر پہنچ جائیں گے۔ اور وہ ہندوستان کے غیر فیصلہ شدہ علاقے کا مطالبہ کریں گے۔ سر الفریڈ کے نزدیک چین کے برما کے خلاف بھی جارحانہ اقدامات کا امکان ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہندوستان و پاکستان مشترکہ دفاع کی کوئی صورت پیدا کریں۔ اس کے لئے مسئلہ کشمیر کا پہلے سلجھنا بے حد ضروری ہے۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ جون۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو کچھ دنوں سے ہلکی ہلکی حرارت ہو جاتی ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

وزرائے اعلیٰ کی دو روزہ کانفرنس

کراچی ۲ جون۔ کل یہاں پاکستانی صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس مرکز کی طرف سے صوبوں کی تیار کردہ معاشرتی بہبود کی سکیموں کے لئے مقرر کردہ رقوم کا فیصلہ کریگی۔ اس کانفرنس میں وزیر اعلےٰ پنجاب لاہور میں ایک اقامتی فنی درسگاہ اور لاہور کالجوں میں

بلوچستان خود مختار صوبہ بنا دیا جائے ——— اصلاحاتی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارش

کراچی ۲ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کے لئے مرکز کی طرف سے آئینی و انتظامی اصلاحات کی تجویز کے لئے جو اصلاحات کی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس نے بلوچستان کو مکمل اور خود مختار صوبہ بنا دینے کی سفارش کی ہے۔ یہ فیصلہ ان بیانات کی بناء پر کیا گیا ہے۔ جو کمیٹی نے بلوچستان کے مختلف شہروں میں جا کر بلوچستان کے اکابر سے حاصل کئے۔ اور یہ بھی سفارش کی ہے کہ انتظامی امور کا فیصلہ مجوزہ مجلس قانون سازہی کریگی۔ مالی امور کے سلسلے میں بھی یہ سفارش کی گئی ہے کہ دوسرے صوبوں کی طرح بلوچستان کو بھی مرکز مالی امداد دے۔

ایران کسی برطانی مشن سے بات چیت نہیں کریگا

طہران ۲ جون۔ آج یہاں ایرانی پارلیمنٹ کا اجلاس اس مراسلے کے متعلق وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق کا رد عمل معلوم کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ جو صدر ٹرومین نے ان کے نام برطانی تیل کے جھگڑے کے متعلق بھیجا تھا۔

آج یہاں تیل کو قومی ملکیت میں لینے والی کمیٹی کے سیکرٹری مسٹر حسین کی نے بتایا۔ کہ ایران اب برطانیہ کی طرف سے اس بارے میں کوئی گفتگو کرنے والا مشن وصول نہیں کرے گا۔ اور مسٹر ٹرومین نے بھی یہ تجویز پیش کر کے ایران کے داخلی امور میں مداخلت کی ہے۔

پاکستانی پٹرول کی ریکارڈ پیداوار

کراچی۔ ۲ جون۔ امسال پاکستان میں پٹرول کے پیپوں کی تعداد ۱۱ لاکھ ۲۰ ہزار تک پہنچ گئی۔ جو پاکستان کے قیام سے لے کر ریکارڈ پیداوار ہے۔

اس وقت مزید ۳۳ علاقوں میں تیل کی تلاش جاری ہے اور حکومت نے امسال دو اور لائسنس راولپنڈی جہلم اور شاہپور اور کوہاٹ میانوالی بنوں کے علاقوں میں چشموں کے لئے دیئے ہیں۔

مؤخر الذکر دونوں علاقے ۷۵۰ اور ۸۵۰ مربع میل کے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ پٹرول کی موجودہ پیداوار سے پاکستان کی ½ ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

مصر ۱۹۳۶ء کا معاہدہ منسوخ کر دیگا

قاہرہ ۲ جون۔ مصر کے وزیر خارجہ مسٹر صلاح الدین بے نے بیان کیا کہ مغربی برطانیہ کے تیل لے جانے والے جہازوں پر نہر سویز میں سے گزرنے پر جو پابندی لگا رکھی ہے۔ برطانیہ اس کے متعلق سلامتی کونسل میں سوال کریگا مصری اخبارات کی خبر کے مطابق مصری حکومت نے برطانیہ کو خبردار کیا ہے۔ کہ اگر ۳ ہفتے کے اندر اس کی جوابی تجویزوں کا جواب نہ دیا گیا۔ تو اس کے بعد وہ ۱۹۳۶ء کے معاہدہ کو منسوخ کر دیگا۔

جائدادوں کے بین المملکتی تبادلے

نئی دہلی۔ ۲ جون۔ ہندوستان کے پارلیمانی امور کے وزیر نے بتایا کہ ستمبر ۱۹۴۹ء تک جن غیر منقولہ جائدادوں کا تبادلہ پاکستان سے ہوا ہے۔ اس کی مالیت چھبیس لاکھ پچانوے ہزار روپے ہے۔

نام نہاد پختونستان کا پراپیگنڈہ کرانے پر احتجاج

کراچی ۲ جون۔ حکومت پاکستان نے ہندوستان کی حکومت سے شدید احتجاج کیا ہے کہ اس نے ۲۷ مئی کو افغانستانی سفیر سے پختونستان کے متعلق ریڈیو سے تقریر نشر کرائی۔ احتجاجی یادداشت میں حکومت ہندوستان کے اس فعل کو بین الاقوامی قانون اور سفارتی قواعد و ضوابط کے خلاف کہا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پاکستان کی طرف سے یہ دوسری یادداشت ہے پہلی یادداشت ریڈیو اور نام نہاد جرگوں کے ذریعہ پختونستان کا پروپیگنڈا ہونے کی اجازت دینے کے خلاف بھیجی گئی تھی

وفاقی دار الحکومت کی تعمیر کا صرفہ منظور

کراچی ۲ جون۔ فنانس کے شعبہ کی مجلس قائمہ نے کراچی میں وفاقی دار الحکومت کی تعمیر کے سلسلے میں ابتدائی اخراجات کی منظوری دے دی۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کر ۱۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ضروری اعلان برائے ملاقات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بغیر پہلے سے منظوری حاصل کرنے کے کوئی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ حضور نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جو ایک ماہ سے بخار میں مبتلا ہے سلسلہ کا کام بھی اس حالت میں ہی اسے کرنا پڑتا ہے وہ ملاقاتیں کس طرح کر سکتا ہے۔ یہ ظلم ہی نہیں بلکہ قتل کے مترادف ہے۔ مگر جماعت اس سے گریز نہیں کرتی۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

تعلیم الاسلام کالج میں داخلے کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشاد

"ہر وہ احمدی جس کے شہر میں کالج نہیں وہ اگر اپنے لڑکے کو کسی اور شہر میں تعلیم کے لئے بھیجتا ہے تو کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ ہر وہ احمدی جو توفیق رکھتا ہے کہ اپنے لڑکے کو تعلیم کے لئے قادیان (حال لاہور) بھیج سکے خواہ اس کے گھر میں کالج ہو۔ اگر وہ نہیں بھیجتا اور اپنے ہی شہر میں تعلیم دلواتا ہے تو وہ بھی کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔" (الفضل ۲۰ مئی ۱۹۴۷ء)

نوٹ:۔ (۱) فسٹ ایر ایف۔اے۔ ایف۔ایس۔سی (تمام مضامین) کا داخلہ ۴ر جون سے شروع ہو کر ۱۴ جون تک رہے گا۔ کالج پراسپکٹس کالج کے دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے یا خط لکھ کر منگوایا جا سکتا ہے۔ یہ افواہ غلط ہے کہ کالج لاہور سے منتقل ہو رہا ہے۔

پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ضروری ارشاد

"احباب جماعت احمدیہ اپنے بچوں کو زیادہ سے تعلیم الاسلام کالج لاہور میں بھجوائیں"

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین)

جامعہ نصرت ربوہ کا اجراء

ربوہ میں زنانہ کالج جس کا نام جامعہ نصرت ہوگا انشاء اللہ پانچ جون سے باقاعدہ طور پر شروع ہو جائے گا۔ میٹرک کا نتیجہ نکل چکا ہے۔ کالج کے پراسپکٹس اور داخلہ کے فارم پرنسپل جامعہ نصرت کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو اپنے کالج میں داخل کریں تاکہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم اور دینی ماحول حاصل کر سکیں۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا انتظام بھی ہوگا۔ کالج میں داخلہ شروع ہو چکا ہے جو طالبات ہوسٹل میں رہنا چاہیں ان کو یکم سے چار جون تک ربوہ پہنچ جانا چاہیئے۔

ڈائریکٹرس جامعہ نصرت ربوہ

دورۂ مجالس خدام الاحمدیہ

دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مکرم عبدالمنان صاحب دہلوی کو بطور انسپکٹر خدام الاحمدیہ اضلاع سیالکوٹ گوجرانوالہ اور گجرات کے دورہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ ان کا کام مجالس کے حسابات کی پڑتال نئی مجالس کا قیام اور مجالس کی تربیت کے علاوہ تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لئے چندہ کی وصولی بھی ہے۔ دفتر کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ مذکورہ بالا اضلاع کی مجالس ان کے ساتھ پورا تعاون فرمائیں۔ اور جملہ رقوم باقاعدہ رسید ان کے سپرد کر دیں جس کے لئے دفتر مرکزیہ کی طرف سے انہیں رسید بک مہیا کی گئی ہے۔

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے

چندہ امداد درویشان کی تازہ فہرست

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

کچھ عرصہ سے چندہ امداد درویشان کی فہرست کا اعلان الفضل میں نہیں کرایا جا سکا۔ اب خدا کے فضل سے یہ مفید اور بابرکت سلسلہ دوبارہ شروع کیا جاتا ہے۔ اور ذیل میں ان چندوں کی فہرست درج کی جاتی ہے۔ جو یکم اپریل ۱۹۵۱ء سے لے کر ۳۱ رمئی ۱۹۵۱ء تک میرے دفتر میں وصول ہوئے۔ دوستوں کا یہ اخلاص قابل قدر ہے کہ دفتر ہذا کی تحریک اور اعلان کے بغیر وہ اپنی خوشی سے اس مد میں چندہ بھجواتے رہے ہیں۔ اور امید ہے کہ آئندہ اس کی طرف زیادہ توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے آمین

	روپے
(۱) سید ارتضیٰ علی صاحب کراچی	۱۰۔۔۔۔
(۲) میاں عبداللطیف صاحب کچہری بازار ڈسکہ	۲۵۔۔۔۔
(۳) شیخ عبدالرحمٰن صاحب نائب تحصیلدار تاندلیانوالہ ضلع لائل پور (فدیہ)	۵۔۔۔۔
(۴) خورشید نور بیگم صاحبہ خانیوال ضلع ملتان	۵۔۔۔۔
(۵) ایم سرور صاحب مرادکاٹھ	۱۰۔۔۔۔
(۶) قریشی فیروز محی الدین صاحب واقف زندگی دارالمبشرین ربوہ (صدقہ)	۲۔۔۔۔
(۷) چوہدری ناظر علی صاحب نمبردار کھوکھر حال چک نمبر ۶۶ ضلع لائل پور	۳۔۔۔۔
(۸) میاں عبدالرحمٰن صاحب ڈسکہ	۱۔۔۔۔
(۹) ملک عنایت اللہ صاحب و منیر احمد صاحب بذریعہ مولوی جلال الدین صاحب شمس (ان صاحب کا پتہ دفتر میں نہیں پہنچا)	۱۰۔۔۔۔
(۱۰) مولوی علی احمد صاحب دیہاتی مبلغ ربوہ	۱۔۔۔۔
میزان	۷۲۔۔۔۔ روپے

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۳۱/۵/۵۱

تعلیم القرآن کلاس زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے زیر انتظام ماہ رمضان میں تعلیم القرآن کلاس کھولی جائے گی۔ چونکہ ماہ رمضان بالکل قریب آ رہا ہے۔ اس لئے جو بہنیں ان دنوں میں تشریف لائیں۔ وہ جلد از جلد اپنے آنے کی اطلاع دیں کہ ان کی تعلیم کیا ہے۔ اور کیا وہ پہلے کسی سال تعلیم القرآن کلاس میں پڑھ چکی ہیں۔ بہنوں کو چاہیئے کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

دعائے نعم البدل

محمد کریم جو عبدالرحمٰن صاحب انور کا نواسہ اور محمد عابد صاحب فیروزپوری کا لڑکا تھا مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۵۱ء کو فوت ہو گیا ہے۔ احباب جماعت خصوصاً درویشان قادیان کی خدمت میں دعائے نعم البدل کی درخواست ہے۔

(بقیہ لیڈر صفحہ ۳)

فکر و اخلاص۔ تبحر، تدین، رائے اور یمین کے اعتبار سے "عظیم القدر" ہونے کے مدعی تھے "وہ بالکل غیر متوجہ رہے"۔ اور جن چند غریبوں نے ان کا ساتھ دیا ان کو ان "اہل علم و تقویٰ" حضرات نے سفہاء یعنی جاہل اور علم و فکر سے عاری قرار دیا۔ اس لئے کہ وہ غریب مشیخت کی گدیوں اور درس و افتاء کی مسندوں سے نا آشنا، دریا کے کنارے کے ماہی گیر تھے۔ اسی طرح ان غریبوں کو تقوی اور تورع سے "عاری" بھی قرار دیا گیا۔ اس لئے کہ علماء حضرات کو ان سے یہ شکایت تھی کہ یہ کبھی کبھی ہاتھ دھوئے بغیر ہی کھانا کھا لیتے ہیں۔ انہی بزرگوں کے جواب میں حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ "کتنے ہیں جو آگے تھے وہ پیچھے ہو جائیں گے اور کتنے ہیں جو پیچھے تھے وہ آگے ہو جائیں گے"۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت حق بلند کی تو مکہ اور طائف کے تمام اکابر جو صاحب الرائے سمجھے جاتے تھے اور قریش کے تمام صنادید جو بیت اللہ کی مختلف گدیاں سنبھالے ہوئے تھے بالکل "غیر متوجہ رہے"۔ اور صاف الفاظ میں انہوں نے کہا کہ کچھ سرپھرے چھوکروں اور کچھ غلاموں نے یہ سارا ہنگامہ اٹھا رکھا ہے۔ بزرگوں میں سے کوئی اس فتنے میں شریک نہیں ہے۔ یہود کے علماء نے بھی آگے بڑھ کر انہی لوگوں کی تائید کی اور کہا کہ یہ کچھ سفہا یعنی فکر و رائے سے عاری لوگ ہیں جو محمدؐ کا ساتھ دے رہے ہیں۔"

(ترجمان القرآن مارچ۔اپریل۔مئی ۱۹۵۱ء)

اس پر ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا مودودی صاحب اور آپ کے حلقہ بگوش مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کے متعلق وہی رویہ نہیں رکھتے جو اس اقتباس میں مخالفین انبیاء علیہم السلام کا بتایا گیا ہے؟ خود فرمائیے۔

روزنامہ "الفضل" لاہور
مورخہ ۳ جون ۱۹۵۱ء

"مستقل نبی نہیں" کے کیا معنی ہیں؟

کل ہم نے عرض کیا تھا۔ کہ مودودی صاحب کے خیال کے مطابق بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنی دوبارہ آمد کے وقت ایک مستقل صاحب شریعت نبی کی حیثیت سے نہ ہوں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ کے متبع ہوں گے۔ اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ آپ نبی تو ضرور ہوں گے۔ اگرچہ آپ مستقل صاحب شریعت نبی نہیں ہوں گے۔

عرصہ ہوا مودودی صاحب نے اپنے ماہنامہ "ترجمان القرآن" کے حصہ "تفہیم القرآن" میں حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق بھی لکھا تھا۔ کہ ان کی نبوت بھی مستقل نبوت نہیں تھی۔ اس پر ہم نے ان کو ایک خط میں لکھا کہ کیا آپ بھی مستقل اور غیر مستقل نبوت کی تقسیم کو تسلیم کرتے ہیں۔ مودودی صاحب نے اس کا جواب ارشاد فرمایا۔ کہ انہوں نے تو محض حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت کا ایک تصور دلانے کے لئے لکھا تھا۔ کہ ان کی نبوت مستقل نہ تھی۔ ہم نے (یعنی راقم نے) غضب کیا۔ کہ "مستقل" اور "غیر مستقل" کی ہی تقسیم کر ڈالی ہے۔ ہمیں آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ کہ تصور دلانے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اور ہم نے جو مستقل اور غیر مستقل کی تقسیم انہی کے تصور کے پیش نظر کی تھی۔ اس میں اور تصور دلانے میں کیا فرق ہے؟ خیر

بات یہ تھی کہ مودودی صاحب نے اپنے رسالہ دینیات میں ختم نبوت پر بھی اظہار خیال فرمایا ہے۔ اور اس ضمن میں نبی مبعوث ہونے کی تین وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ ہم نے ایک خط کے ذریعہ سوال کیا تھا۔ کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت ان تینوں قسموں میں سے کسی قسم میں نہیں آتی ہے۔ وہ کیسی نبوت تھی؟ اس پر جو گول مول جواب انہوں نے دیا۔ اسے تو جانے دیجئے۔ البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ نے رسالہ دینیات کی نئی ایڈیشن میں حاشیہ میں نبی آنے کی ایک چوتھی وجہ بھی تسلیم کر لی ہے جس کے دائرہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت بھی آ سکتی ہے۔ اور وہ چوتھی وجہ ہے مستقل نبی کی مدد کے لئے نبی کا آنا۔

ہم نے لکھا تھا۔ کہ جس طرح کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام تھے یعنی ان کی نبوت مستقل نہ تھی۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اسی طرح کا نبی نہیں آ سکتا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں کچھ کمی تھی۔ اس لئے انہوں نے اللہ تعالےٰ سے اپنی اس کمی کی وجہ سے حضرت ہارونؑ کو بطور مددگار نبی کے مانگ لیا تھا۔ لیکن چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کامل نبی ہیں۔ ان میں کوئی ایسی کمی نہیں ہے۔ جیسی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تھی۔ اس لئے آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

چونکہ وہ خط وکتابت اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے۔ ہم یہ باتیں حافظہ کی مدد سے لکھ رہے ہیں۔ مودودی صاحب کے خطوط نعیم صدیقی صاحب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہوتے تھے۔ بلکہ آخری خط تو انہوں نے مودودی صاحب کے ارشاد کے مطابق خود لکھا تھا۔ اس لئے ہمیں امید ہے اگر نعیم صاحب حافظہ پر زور ڈالیں گے۔ تو انہیں یہ باتیں یاد آ جائیں گی۔ ایک آدھ خط شاید ہمارے کاغذوں میں سے مل بھی جائے۔ ضرورت ہوئی تو شائع بھی کر دیا جائیگا۔

ہم نے اس کا ذکر اس لئے کیا ہے۔ کہ مودودی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے متعلق بھی "مستقل نبی نہیں" کے الفاظ اب پھر استعمال کئے ہیں۔ ہم اب "غیر مستقل" کے الفاظ دیدہ ودانستہ استعمال نہیں کر رہے۔ کیونکہ ڈر ہے کہ مودودی صاحب پھر نہ فرما دیں کہ تم "تو "مستقل" اور "غیر مستقل" کی تقسیم کر ڈالنے کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہو۔

البتہ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید ہم جیسے کج فہموں کو بھی اتنا حق حاصل ہے۔ کہ جب کوئی عالم دین ایک لفظ ایک ہی چیز کے متعلق دوبارہ استعمال کرے۔ تو ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ دونوں جگہ وہ لفظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوا ہوگا۔ یعنی جب یہ کہا جائے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت مستقل نبوت نہیں تھی۔ تو لفظ "مستقل" کے وہی معنی ہوں گے۔ جو اس وقت ہوں گے جب یہی لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے متعلق استعمال کیا جائے۔ یکسانی خیال کے پیش نظر تو یہی اصول صحیح نظر آتا ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت کے متعلق جب آپ نے "مستقل نبی نہیں" کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔ تو آپ کے خطوط سے جو کچھ ہم سمجھے تھے۔ ان الفاظ سے آپ کے پیش نظر جو تصور دلانا تھا۔ وہ شاید یہی تھا۔ کہ حضرت ہارون علیہ السلام اس معنی میں "مستقل نبی" نہیں۔ کہ آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے خاص طور پر بطور مددگار نبی کے طلب فرمایا تھا۔ کیونکہ ان میں کوئی کمی تھی۔ جو حضرت ہارون علیہ السلام کی مدد سے ہی پوری ہو سکتی تھی۔ اس کے متعلق تو ہم پھر کبھی عرض کریں گے۔ اس وقت ہم "بادی الرائے" لوگ بھی یقیناً اتنا پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں۔ کہ اب جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تو کیا اس صورت میں بھی ان کا مطلب وہی ہے۔ کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کاملیت میں بھی کوئی کمی تھی۔ کہ ان کو ایک ایسے نبی کی مدد کی ضرورت پیش آئی ہے۔ جو مستقل نبی نہیں ہوگا؟ اگر مودودی صاحب یہاں "مستقل نبی نہیں" سے کوئی اور نیا اور اچھوتا تصور دلانا چاہتے ہیں۔ تو الگ بات ہے۔ ورنہ منطقی اصول کے مطابق تو شاید یہ سوال ناروا نہیں ہے۔

اس وقت مودودی صاحب کو نبی آنے کی اپنی خود ساختہ تین وجوہات میں سے جو رسالہ دینیات کے متن میں آپ نے بیان فرمائی ہوئی ہیں۔ کسی ایک وجہ کو بھی حضرت ہارون علیہ السلام پر چسپاں کرنے میں بڑی دقت پیش آئی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ کو نئے ایڈیشن میں حاشیہ میں چوتھی وجہ بیان کرنا پڑی۔ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ ہم یہاں صرف اتنا عرض کرتے ہیں۔ کہ مودودی صاحب بتائیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ ان کی نبوت رسالہ دینیات والی تینوں (اب چاروں) وجوہات میں سے کس وجہ کے اندر سما سکے گی۔ آیا ان کی یہ نبوت چوتھی وجہ والی ہوگی۔ یا اس کے لئے کوئی پانچویں وجہ دریافت کرنا پڑے گی۔ دریافت کا میدان ابھی بڑا وسیع ہے۔ بلکہ بیکراں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ

(۲)

ہمیں یہ توقع تو نہیں۔ کہ مودودی صاحب اس مسئلہ پر ہمارے لئے پھر کوئی مزید روشنی ڈالیں گے۔ کیونکہ ہم "مولٰنا الحاج حکیم عبدالرشید محمود صاحب گنگوہی" تو ہے نہیں کہ ہمارے لئے ماہنامہ "ترجمان القرآن" کے ۶ صفحے ضائع کئے جائیں۔ ہم تو "بادی الرائے ت خیال" لوگ ہیں۔ اس لئے ہم ماہنامہ "ترجمان القرآن" کا کچھ حصہ جناب امین احسن صاحب اصلاحی کے جواب کا جو انہوں نے مولٰنا گنگوہی موصوف کے مضمون کو اسلامی نقل کرنے کے بعد شائع کیا ہے۔ یہاں نقل کر کے خوش ہو لیتے ہیں۔

"جو طعنے آج مولانا صاحب جماعت اسلامی کے خادموں کو سنا رہے ہیں بعینہٖ یہی طعنے کم وبیش انہی الفاظ میں ان لوگوں کو سنائے گئے تھے جنہوں نے اگلے زمانوں میں نبیوں اور رسولوں کا ساتھ دیا تھا اور یہ طعنے دینے والے اپنی نسبت بعینہٖ وہی رائے بھی رکھتے تھے جو مولٰنا صاحب اپنی نسبت اور اپنے زمرے کے دوسرے بزرگوں کی نسبت رکھتے ہیں حضرت نوح۔ حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام کے زمانوں میں جن لوگوں نے دعوتِ حق کا ساتھ دیا۔ ان کو ان کے زمانے کے "اکابر" کی زبان سے یہ طعنہ سننا پڑا کہ یہ اراذلنا بادی الرای حقیر اور "رائے سے کورے ہیں" حضرت مسیح علیہ السلام نے جب دعوتِ حق بلند کی تو وہ تمام علمائے یہود جو علم وعمل

احرار کا افتراء

ایک ہزار روپیہ انعام اگر ان کا دعویٰ درست ثابت ہو

احرار کے یوم تشکر کے موقع پر احسان احمد شجاع آبادی نے ایک تقریر کی ہے اور وہ روزنامہ زمیندار مورخہ ۲۸ مئی میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں شجاع آبادی صاحب نے بیان کیا ہے کہ باؤنڈری کمیشن کے سامنے جو میمورنڈم احمدیہ جماعت کی طرف سے پیش ہوا ہے اس میں ایر کموڈور جنجوعہ اور بریگیڈیر لطیف کے نام بھی شامل ہیں۔ میں بحیثیت جماعت کے ذمہ دار رکن کے اعلان کرتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایر کموڈور جنجوعہ اور بریگیڈیر لطیف نہ احمدی ہیں اور نہ احمدی تھے اور نہ کبھی احمدی جماعت میں شامل ہونے کی انہوں نے درخواست کی۔

ہوائی جہاز کے محکمہ میں کوئی احمدی جنجوعہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ باؤنڈری کمیشن میں دو احمدی جنجوعہ کا نام ہے اور وہ دونوں پیادہ فوج میں تھے نہ کہ ہوائی فوج کے محکمہ میں اور دونوں کیپٹن تھے اور اب تک زیادہ سے زیادہ میجر ہو سکتے تھے اور ایر کموڈور بریگیڈیر کے عہدہ کا ہوتا ہے۔ پیادہ فوج کے افسر کو ہوائی جہاز کا افسر قرار دینا احراری علماء کے ہی شایان شان ہے۔

لطیف نام کے دو افسروں کا ذکر میمورنڈم میں ہے۔ ایک ان میں سے اس وقت میجر تھے۔ ہمارے علم میں وہ اس وقت ریٹائر ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر وہ فوج میں ہوتے بھی تو زیادہ سے زیادہ لفٹیننٹ کرنل ہوتے۔ بریگیڈیر ہو ہی نہ سکتے۔ جو لطیف صاحب گرفتار ہوئے ہیں وہ ہندوستان کے رہنے والے اور کبھی احمدی نہیں ہوئے۔ جو ان دونوں افسروں کو احمدی کہتا ہے ہم اسے کہتے ہیں لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن۔ وہ مجرم ہیں یا نہیں اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ ہم اس بارہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے۔ اور اس قسم کی رائے ظاہر کرنے کو جرم سمجھتے ہیں۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

احمدی استدلال کے سامنے غیر احمدی علماء کی بے بضاعتی کا ایک دلچسپ نظارہ

(از مکرم ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر)

۲۶ رمئی کو بعد دوپہر میں جھنگ سے لاری میں واپس آرہا تھا۔ میں اس تصور میں مستغرق تھا۔ کہ تینتالیس برس قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے موقعہ پر احباب جماعت کے قلوب کس طرح مجروح تھے۔ اور اس نازک اور دلسوز سانحہ کے وقت احمدیت کے بعض مخالفین نے کس قدر سنگدلی کا مظاہرہ کیا تھا۔ میں اسی تصور میں محو تھا۔ کہ اگلے بنچ پر بیٹھے ہوئے دو شخصوں کی باہمی گفتگو نے مجھے چونکا دیا۔ اور میں ادھر متوجہ ہوگیا۔ ایک شخص نے جو بالکل دیہاتی تھا۔ (بعد میں ان کا نام محمدؐ نذیر صاحب نمبر دار معلوم ہوا) دوسرے شخص سے جو مولوی دکھائی دیتے تھے۔ کہا کہ جب تک حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ نبوت کو بند کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ اس فقرہ کے جواب میں مولوی صاحب نے سخت لہجہ میں یہ تقریر کی۔ انہوں نے کہا۔ کہ مسلمان کتنے سادہ ہیں۔ وہ خواہ مخواہ حضرت عیسیٰؑ کی حیات وممات کے مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں حالانکہ مرزائیوں سے گفتگو میں تو مرزا صاحب کا شریف انسان ہونا زیر بحث لانا چاہیئے۔ آپ مرزائیوں کو کہہ دیا کریں۔ کہ ہم مان لیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ مگر تم مرزا صاحب کو نیک اور شریف انسان ثابت کرو۔ نبی اور مسیح موعود ہونا تو دور کی بات ہے۔ اس ضمن میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق چند نہایت ناشائستہ الفاظ بھی استعمال کئے۔ جس پر طبیعت میں بہت رنج پیدا ہؤا۔ مگر اس خیال سے کہ اگر اس مولوی صاحب کو سمجھانے کی اس وقت کوشش کی گئی۔ تو کہیں وہ طیش میں بڑھ کر مزید گالیاں نہ شروع کر دے۔ اس سے اعراض کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ ”اللّٰھم ارنا یوم ظھور وعدک“ ”لا تبقی لک من المخزیات ذکرا“ مولوی صاحب کی تیزی کی وجہ سے وہ دیہاتی دوست بھی خاموش ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے۔ تب میں نے قریب ہو کر مولوی صاحب سے ان کا نام دریافت کیا۔ پتہ لگا کہ آپ مولوی نور الحسن صاحب بخاری ہیں۔ جو ”دعوت“ کے نام سے ایک سہ روزہ پرچہ بھی نکالتے ہیں۔ ان کے دریافت کرنے پر میں نے اپنا نام اور پتہ بتایا۔ کہنے لگے کہ آپ سے ملنے کا شوق تھا۔ مگر اس سے پہلے ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا۔ میں نے کہا کہ اب تو ہم لائل پور پہنچ رہے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ہی ربوہ یا احمد نگر تشریف لے چلیں۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ پھر کبھی ادھر آنے کا موقعہ ملا۔ تو آؤں گا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ دلائل سے گفتگو فرمایا کریں۔ مگر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو گالیاں دیکر احمدیوں کے دلوں کو زخمی نہ کیا کریں۔ اگر آپ کا یہ مقصد ہو۔ کہ احمدی اسی طرح سے علماء کے ہم عقیدہ ہو جائیں گے۔ تو یہ تو بالکل غلط ہے۔ ہاں ان علماء کے ان اخلاق اور ان کی اس درشتی کو دیکھ کر احمدی اور بھی پختہ ہو جائیں گے۔ ابھی سادہ سے سوال سے لاچار ہو کر آپ نے کس طرح گالیاں دی ہیں۔ یہ طریق اسلامی اخلاق اور موعظہ حسنہ کے خلاف ہے۔ میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب کے چہرہ پر غلط روش کے اختیار کرنے کی وجہ سے انفعال کے آثار تھے۔ میں نے مزید عرض کیا کہ جب میں احمدی ہونے کی وجہ سے ایک عقیدہ کو درست یقین کرتا ہوں۔ تو قانون ... اخلاق اور شریعت کی رو سے مجھے اس کے ذکر کرنے کا حق ہے۔ ہاں اگر آپ اپنے خیال میں مجھے اسی وجہ سے واجب القتل کہتے ہیں۔ تو اسکی ذمہ واری آپ پر ہے۔ ہم اپنا کام کریں گے قیامت کا دن فیصلہ کے لئے مقرر ہے۔ مولوی صاحب نے آخر کار فرمایا۔ کہ آپ لوگ اگر یہ مان لیں کہ آپ اقلیت میں ہیں۔ تو ہم کوئی سختی نہ کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سوال تو تب پیدا ہو۔ جب کسی احمدی نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ کہ ہماری تعداد غیر احمدیوں سے زیادہ ہے۔ ہم تو مانتے ہیں کہ جس طرح فرستادوں کی جماعتیں ابتداءً تھوڑی ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وقلیل من عبادی الشکور“۔ جماعت احمدیہ کی تعداد تھوڑی ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ کہ اس طرح کی اقلیت ماننا نہیں۔ بلکہ آپ اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت مان لیں۔ میں نے عرض کیا کہ جب ہم مسلمان ہیں۔ اسلام ہمارا دین ہے۔ تو ہم اپنے آپ کو غیر مسلم کس طرح مان لیں۔ یہ تو جھوٹ ہے۔ اور جھوٹ بولنا اسلام میں منع ہے۔ مولویوں کے غیر مسلم کہہ دینے سے کوئی شخص غیر مسلم نہیں بن جاتا۔ ورنہ سارے فرقے ہی غیر مسلم قرار دینے پڑیں گے۔ اتنے میں ہم لائل پور پہنچ گئے اور لاری سے اتر پڑے۔ اور میں دوسری لاری میں احمد نگر کے لئے روانہ ہؤا۔ راستہ میں ۲۶ رمئی کے تصور سے بار بار دعا کی تحریک ہوئی۔ نیز یہ احساس بڑی شدت سے پیدا ہؤا۔ کہ تبلیغ احمدیت کے لئے ہمیں جو کچھ کرنا چاہیئے تھا۔ وہ ہم نے ابھی تک نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر تینتالیس برس بیت گئے۔ اور ابھی لوگ آپ کو گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم اتنی بات ضرور ہے۔ کہ اب دشمنوں کا مقصد احمدیوں کو اقلیت قرار دینا ہی رہ گیا ہے دلائل کے میدان میں وہ بالکل بے بس ہیں۔

احرار کی فتنہ انگیزی کے خلاف جماعتہائے احمدیہ کا اظہار غم وغصہ

مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دہلی دروازہ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس بتاریخ ۲۷ رمئی منعقد ہؤا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی۔ اور قرار پایا۔ کہ اسکی ایک کاپی الفضل میں برائے اشاعت بھیجی جائے۔

مجلس احرار اسلام نے جو یوم تشکر منایا ہے۔ اس میں نہایت سخت دلآزار تقاریر کی ہیں۔ اور اس طرح پاکستان کے ایک وفادار۔ شریف حصۂ آبادی کے جذبات کو سخت مجروح کیا ہے۔ عام اخلاق کے اعتبار سے طعن وتشنیع ایک بُرا فعل تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسلام جس کی بنیاد اخلاق پر ہے۔ اس کے دعویدار اگر بد اخلاقی۔ بدکلامی اور سب وشتم سے کام لیں۔ تو موجب صد حیرت ہے۔ اس جلسہ میں جماعت احمدیہ کو مورد عتاب بنایا گیا ہے۔ اسی حد تک نہیں۔ بلکہ اس کے واجب الاحترام امام کو بھی گالیاں دی گئی ہیں۔ اور یہ امر افراد جماعت کے لئے نہایت ہی صبر آزما ہے۔ جماعت جو کہ اپنے امام کے حکم پر جان نچھاور کرنے کے لئے تیار رہے۔ ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ ان کے امام کی شان میں زبان درازی کی جائے۔ حکومتِ وقت سے ہم مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اس قسم کے جلسوں پر پابندی عاید کرے۔ یا کوئی ایسا اقدام کرے۔ جس سے اس قسم کی بدکلامی اور شرانگیز بیان طرازی کا سد باب ہو سکے۔

(۲) اس قسم کے جلسوں سے فضاء میں تکدر پیدا ہونا لابدی ہے۔ اور فرقہ دارانہ جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستان کی بنیاد اتحاد ہے۔ اس قسم کی انتشار پسندی اور بہتان طرازی اس مملکت کی بنیاد پر تبر رکھنے کے مترادف ہے۔ جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں وہ دراصل اس مملکت کے دشمن ہیں۔ قائد اعظم نے جس اتحاد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی صرف کر دی۔ اس کو برباد کرنے کے لئے احراری گروہ سرگرم عمل ہے۔ نہ یہ پہلے پاکستان کے دوست تھے۔ نہ اب ہیں اور نہ آئندہ کبھی ہونے کا امکان ہے۔ یہ پاکستان کا ازلی ابدی دشمن عنصر قائد اعظم کے مقاصد کے خلاف عمل کر رہا ہے۔ اور اس طرح مملکت کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں کوشاں ہے۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کے عنصر کو فوری توجہ کا مستحق تصور کرے۔ تا کہ ملک انتشار وافتراق سے بچا رہے۔ اور قائد اعظم نے جس اتحاد واتفاق کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ اسی طرح قائم ودائم رہے۔ اور ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

(۳) سر ظفر اللہ خاں جو کہ پاکستان کابینہ کے ایک سرگرم۔ پرخلوص۔ دیانتدار اور وفادار رکن ہیں۔ ان کے متعلق الزام تراشی کی گئی ہے۔ اور غلط باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ اس طرح حکومت وقت پر بداعتمادی پھیلانے کی ایک ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس مکروہ کوشش کو کامیاب نہ ہونے دے۔ اور ایسا اقدام کرے۔ جس سے اس قسم کی بے سروپا الزام تراشی کا سد باب ہو سکے۔ اور حکومت وقت کے ارکین کے متعلق کسی شخص یا گروہ کو عوام میں بداعتمادی پھیلانے کی جرأت نہ ہو سکے۔

(۴) عوام اس بات کو محسوس کر رہے تھے۔ کہ احراریوں نے جس جس جگہ پر جلسے کئے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں فرقہ دارانہ فضا خراب ہوئی ہے۔ اور بعض مقامات پر انہوں نے تشدد سے بھی کام لیا ہے۔ اس لئے حکومت سے متوقع تھے۔ کہ وہ پیش بندی کے طور پر احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔ ہم خوش ہیں کہ حکومت نے تندہی سے کام کیا ہے۔ اور ایسی تدابیر اختیار کی ہیں۔ جن سے کسی قسم کا ناخوشگوار واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ حکومت کے اس حسن انتظام پر ہم لوگ اس کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ آئندہ جب کبھی اس فتنہ پرداز گروہ نے منافرت ومناقشت پھیلانے کی کوشش کی۔ تو اس وقت بھی حکومت اسی طرح حسن کارکردگی کا نمونہ پیش کرے گی۔ اور پاکستان میں امن وامان کی خاطر غنڈہ گردی کو کچل کر رکھ دیگی۔

(۵) سازش کا مقدمہ ابھی تک عدالت میں ہے۔ اور جب تک عدالت عالیہ کسی شخص کے متعلق اپنا فیصلہ صادر نہیں کرتی۔ کسی شخص یا گروہ کو یہ اختیار نہیں ہے۔ کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی بیان دے۔ یا کسی قسم کی رائے کا اظہار کرے۔

میجر جنرل نذیر احمدؐ کے متعلق اس جلسہ میں کھلم کھلا اظہار رائے کی گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ایک لمبا سلسلہ سازش منسوب کر کے ہمارے مقدس امام کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اس طرح عدالت کو متاثر کرنے کی ایک ناپاک کوشش کی گئی ہے۔ قانون کی رو سے یہ امر قابل گرفت ہے حکومتِ وقت سے ہم پر زور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ قانون کی توہین نہ ہونے دے۔ بلکہ اس بارے میں فوری کارروائی کرے۔ تا کہ لوگوں کے دلوں میں قانون کا احترام اور حیثیت برقرار رہے۔

محمدؐ صادق معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دہلی دروازہ لاہور

درخواست دعا

سراج بی بی صاحبہ کلرک دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا بھانجا عزیزم مبشر احمدؐ ابن سید محمدؐ حسین شاہ کریانہ مرچنٹ نگھیانہ ضلع جھنگ کو پہلے پندرہ دن بخار رہا۔ پھر اتر گیا۔ اب دوبارہ چند دن سے بخار آنے لگ گیا ہے۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

اطاعت یا آزادی

از نصیر الدین احمد صاحب مولوی فاضل بی۔ اے سی جامعۃ المبشرین

(۴)

اطاعت اور بغاوت کے تین درجے

جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اطاعت کے بارے میں ایک راہنمائی تو قوانین قدرت نے خود کر دی ہے اس کے علاوہ مزید راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اطاعت کے تین مقام بیان فرمائے ہیں اور بتایا کہ جب تک پہلے دو مقامات کے لئے قابلیت پیدا نہ ہو آخری یعنی تیسرا مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے مقام کے حصول سے قبل پہلے مقام پہ قائم ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح بغاوت کی طرف لے جانے والے بھی تین ہی اقدامات بیان فرمائے ہیں جن سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اطاعت کے تین مقام اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَائِ ذِی الْقُرْبٰی۔

اطاعت کا پہلا مقام عدل ہے یعنی حق دار کو اس کا حق دینا۔ سب سے پہلے تو یہی سوال ہوتا ہے کہ کون کس کی اطاعت کرے۔ یعنی حاکم یا امیر بننے کا حق دار کون ہے۔ سو اس کے فیصلہ کے لئے عدل کی ضرورت ہے یعنی خواہ ذاتی طور پہ کسی کے ساتھ لگاؤ ہو یا نہ ہو اگر وہ تمہارے خیال میں اپنی نیکی اپنی قابلیت دوسروں پہ رحم اور ان کی خدمت کرنے کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے تو تم اسی کے حق میں اپنی رائے دو۔ یہ نہ ہو کہ حق تو کسی اور کا ہے لیکن تم کسی اور کے حق میں اپنی رائے صرف اس لئے دیتے ہو کہ وہ تمہارا تعلق دار ہے۔ کیونکہ اس بارے میں تمام ایک رائے پہ تب ہی اکٹھے ہو سکتے ہیں جب وہ قابلیت کے اعتبار سے اس کا فیصلہ کریں۔ اور اگر ذاتی مفاد مدنظر رہے تو انتخاب میں سخت دشواری پیش آتی ہے اور فساد کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اور اگر قابلیت کے لحاظ ایک سے زیادہ افراد مستحق نظر آتے ہوں تو کثرت رائے یہ فیصلہ کر دے گی کہ کون سب سے زیادہ قابل ہے۔ اس کے علاوہ بعض موقعوں پہ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ باری باری ان قابل افراد میں سے ہر ایک کو کچھ عرصہ کے لئے امیر بنا کر آزمائش کر لی جائے کہ کون سب سے زیادہ قابلیت رکھتا ہے۔

دوسرا مقام احسان ہے کبھی یہ صورت بھی ہوتی ہے کہ ایک شخص خود اپنے آپ کو امارت کا حق دار سمجھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ انتظام کو بہتر طریق پہ چلانے کی قابلیت سب سے زیادہ رکھتا ہے۔

اب اگر اکثریت اسی کو امیر بنانا چاہتی ہے تو خیر ورنہ یہ اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنا حق چھوڑ دے۔ اور اپنا الگ جتھا قائم نہ کرے۔ بلکہ انتخاب شدہ امیر کی پوری پوری اطاعت کے لئے تیار ہو جائے اور اپنے حق میں رائے دینے والوں کو بھی اسی کی تلقین کرے۔ اور اگر کثرت رائے اسی کے حق میں ہو لیکن اس کے حاکم بننے کی صورت میں کسی فساد کا خطرہ ہو تو بھی احسان کا تقاضا یہی ہے۔ کہ یہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے۔ لیکن یہ ایسی صورت میں ہے کہ جب اس کے حق چھوڑنے سے فساد کے مٹ جانے کی امید ہو۔ یا اگر نصف افراد کی رائے اس کی طرف ہو اور باقی نصف کی رائے دوسری طرف۔ تو ایسے موقعہ پہ بھی اس کو چاہئے کہ فیصلہ کو پر امن طریق پہ سر انجام دینے کے لئے یہ اپنا حق چھوڑ دے۔

تیسرا مقام ایتائِ ذی القربیٰ ہے:۔ جب یہ طے پا جائے کہ کون حاکم ہے اور کون محکوم تو اب اطاعت کا تقاضا ہے کہ دونوں یعنی حاکم اور رعایا ایک دوسرے کے قریب تر ہو کر رہیں کیونکہ اب انہوں نے آپس میں ایک خاص تعلق قائم کر لیا ہے ویسے ہی جیسے میاں بیوی پہلے الگ الگ ہوتے ہیں لیکن شادی سے وہ ایک تعلق کا اقرار کر لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کے ذمہ وار ہو جاتے ہیں۔ پس اب چونکہ حاکم اور محکوم دونوں کو ایک دوسرے سے بات بات میں واسطہ پڑتا ہے لہٰذا دونوں کی رائے کا متفق ہونا ضروری ہے۔ پس اطاعت کے اس تیسرے مقام کا تقاضا یہ ہے کہ رعایا اپنے قریبی یعنی حاکم کی اطاعت کا پورا پورا حق ادا کرے اور حاکم حکومت کے نظم و ضبط میں رعایا کے آرام اور اس کی ترقیات کا پورا پورا خیال رکھے۔ اور اس کے تمام حقوق کو پوری ذمہ واری سے ادا کرے۔ کیونکہ وہ اس کی بہترین قریبی ہے۔

بغاوت کے تین اقدامات

بغاوت کی طرف تین اقدامات اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائے ہیں:۔

وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآئِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ

چونکہ اطاعت کا جوا فی الفور اتار پھینکنا اور پہلے قدم پہ ہی "مکمل آزادی" کا نعرہ لگانا نہ صرف یہ کہ مشکل ہے بلکہ بغاوت کی تحریک کو ناکام بنانا ہے لہٰذا باغیوں کو آخری صورت کے حصول کے لئے پہلے چند مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ جن میں اطاعت کو آہستہ آہستہ خیرباد کہا جاتا ہے۔ بغاوت کے اعلان سے قبل اس کی ابتدائی دو نمایاں صورتیں نظر آتی ہیں یعنی الفحشاء اور المنکر اور آخری اقدام کھلی بغاوت کا ہوتا ہے۔

پہلا اقدام:۔ الفحشاء۔ بے حیائی … یعنی قوانین اور نظام کے احترام کو اپنے برے کاموں میں روک نہ بننے دینا۔ اور معمولی باتوں میں بے وجہ نافرمانی کرنا اور فخریہ طور پہ کہنا کہ مجھے کسی کی پروا نہیں اور مجھے کسی کا ڈر نہیں۔ برے کاموں کو بے باکی سے کرنا اور پھر ان کو فخریہ بیان کرنا۔ لیکن جہاں گرفت کا اندیشہ ہو وہاں بدنامی کے خوف سے ان کا انکار بھی کرنا۔ اور اپنے آپ کو بالکل معصوم اور بے قصور بتانا۔

دوسرا اقدام والمنکر ہے یعنی بے باکی میں اتنا بڑھنا کہ بدنامی کی بھی پروا نہ کرنا اور اس طرح اس روک کو بھی راستہ سے ہٹا دینا اور کھلے بالاعلان مکروہ کام کرنا اور سوسائٹی اور جماعت کو بدنام کرنے اور نظام کو توڑنے کے لئے کھلا پروپیگنڈا کرنا اور اس کے نام کو دھبہ لگانے کے لئے شنیع حرکات و افعال کا مرتکب ہونا۔

تیسرا اقدام والبغی ہے۔ یہ اقدام سب سے زیادہ بھیانک اور خوفناک ہوتا ہے جبکہ کسی نظام یا جماعت کا گروہ کا گروہ نظام کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کر دیتا ہے اور اس طرح آگ کی طرح اس کے سرسبز و شاداب خرمن کو جلانے اور ریح صرصر کی طرح اسے ویران کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔

پس اطاعت کا منبع "عدل" ہے اور بغاوت کا "فحشاء"۔ لہٰذا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں عدل کی تبلیغ اور فحشاء کی پوری پوری روک تھام کرنی ہے۔

حکومتوں کے خلاف بڑی بڑی بغاوتیں انہی تین مراحل میں ہوتی رہی ہیں جن کو ان کی اصطلاح میں
(۱) نافرمانی Disobedience
(۲) ہڑتال Strike اور
(۳) بغاوت Revolt یا Rebellion
کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

اول جرائم کو کثرت سے پھیلایا جاتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں نافرمانی کی جاتی ہے اور معمولی شکایات کی بنا پہ حکومت میں رخنہ اندازیاں کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ہڑتالیں کی جاتی ہیں۔ اور ان کے ذریعہ حکومت اور عوام میں ہراس پھیلایا جاتا ہے اور عوام کے سامنے معمولی اتفاقی شکایات کو بھیانک رنگ میں پیش کر کے ان کے غم کو کھینچا جاتا ہے اور سرکشی پہ آمادہ کیا جاتا ہے اور پھر جب اس میں کامیابی ہو جاتی ہے۔ تو حکومت کے خلاف عام بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

سٹرائیک

سٹرائیک بغاوت کی آخری منزل کی طرف دوسرا قدم ہے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ سٹرائیک تو محض پروٹسٹ کا ایک طریق ہے۔ اور پروٹسٹ کرنا کسی قانون میں منع نہیں۔ حالانکہ سٹرائیک محض پروٹسٹ کا نام نہیں بلکہ ایک خاص طریق سے پروٹسٹ کا نام ہے اور وہ طریق ہر قانون میں منع ہے۔ جیسے چوری کرنا محض کسی جگہ سے کوئی چیز اٹھانا نہیں۔ بلکہ ایک ناجائز اور خلاف قانون طریق سے چیز اٹھانا ہے۔

سٹرائیک کی ابتدا پروٹسٹ ہی کے غلط طریق استعمال سے ہوئی۔ جمہوری دور سے قبل تو سٹرائیک کا نام بھی سننے میں نہ آتا تھا اور پروٹسٹ کے نام سے معمولی مظاہرے بھی بطور شاذ کے تھے اور انہیں ایک عیب سمجھا جاتا تھا۔ اگر کوئی اپنے بند کمرے میں بھی حکومت کے خلاف رائے کا اظہار کرتا ہوا سنا جاتا تو ختم کر دیا جاتا تھا۔ لیکن جمہوری دور میں حکومت کے اختیارات "کلیۃً" عوام کو سونپ دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا "آزادی" اپنی حدود سے تجاوز کرنے لگی اور اسی پروٹسٹ نے سٹرائیک کا نام اختیار کر لیا۔ اور اب چونکہ آزادی اور زیادہ پھلتی پھولتی نظر آتی ہے۔ لہٰذا کوئی بعید نہیں کہ جس طرح اب مطالبات کو منوانے کے لئے پہلا قدم بجائے محض پروٹسٹ کے سٹرائیک کا اٹھایا جاتا ہے اسی طرح آہستہ آہستہ لوگ سٹرائیک کو بیکار سمجھ کر اسے بھول جائیں۔ اور آئے دن عام بغاوتیں اور خانہ جنگیاں ہونی شروع ہو جائیں۔

ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ مختلف کاموں میں سے جسے چاہے اختیار کرے جس محکمہ اور جس کمپنی میں چاہے ملازم ہو جائے اور جس کام کو جب چاہے چھوڑ دے اور سٹرائیک کرنے والے بھی یہی کرتے ہیں کہ اپنی مرضی سے ایک کام کو چھوڑ دیتے ہیں۔

لیکن اول تو یہ بات غلط ہے کہ ایک شخص کو ملازم ہونے کے بعد قانوناً کھلی اجازت ہے کہ جس وقت چاہے فوراً کام چھوڑ کر چلا جائے۔ جو ملازم کام چھوڑنا چاہے وہ محکمہ سے اول استعفیٰ کے رنگ میں اجازت لیتا ہے۔ اور اگر محکمہ دیکھے کہ اس کے فوراً چلے جانے سے کام بگڑنے کا اندیشہ ہے تو اس بنا پہ جب تک محکمہ کی طرف سے اس کا استعفیٰ منظور نہ ہو اسے جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور جب اسے اجازت مل جاتی ہے تو وہ اپنی جگہ کسی دوسرے کو چارج دیتا ہے۔ اور یہ مکمل رپورٹ اور ریکارڈ حوالے کر دیتا ہے۔

(باقی آئندہ)

احرار کی دھوکہ دہی کی ایک تازہ مثال

احمدیہ جماعت کی طرف جھوٹا اشتہار منسوب کیا گیا

(از مکرم ڈاکٹر قاضی محمد بشیر صاحب آف کورہ دال)

(۴)

معترض کو اس امر پر بھی اعتراض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعجاز احمدی میں اپنی فضیلت حضرت امام حسینؓ پر بیان فرمائی ہے اور نیز آپ نے فرمایا ہے۔ ؎

کربلائے ست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

اس کے بارہ میں نہایت مختصر طور پر عرض ہے۔ کہ امت محمدیہ کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ مسیح موعود ساری اُمت میں سے افضل ہوگا۔ اور اس لحاظ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بھی۔ پس اگر تو حضرت مسیح موعودؑ واقعی مسیح موعودؑ ہیں۔ اور یہی ان کا دعویٰ ہے۔ تو پھر کیا وہ حضرت امام حسین سے کم درجہ پر ہوں گے؟ کیا جمہور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنے والا موعود حضرت امام حسین سے چھوٹا اور رتبہ میں کم ہوگا؟

حضرت خود فرماتے ہیں۔

"یہ اور بات ہے۔ کہ سنی یا شیعہ مجھے گالیاں دیں۔ یا میرا نام کذاب۔ دجال۔ بے ایمان رکھیں لیکن جس شخص کو خدا تعالیٰ بصیرت عطا کرے گا۔ اور وہ مجھے پہچان لے گا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں۔ جس کا نام سرور انبیاءؐ نے نبی اللہ رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھے گا۔ جس طرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے؟ اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پھر اگر درحقیقت میں وہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو۔ کہ حسین کے مقابل پر مجھے کیا درجہ دینا چاہیئے؟ (نزول المسیح صفحہ ۴۲)"

دوسرا امر یہ ہے کہ کیا ایک کو افضل کو قرار دینے سے دوسرے کی ہتک ہوتی ہے۔ کیا سرور انبیاءؐ کو ہم سب انبیاء سے افضل تسلیم کرتے ہیں۔ تو دوسرے انبیاء کی توہین ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں کہ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ پس ایک کی دوسرے پر فضیلت سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جس پر فضیلت کا اظہار ہو۔ اس کی توہین مدنظر ہوتی ہے۔

تیسرا امر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت امام حسین رضی اللہ سے کمال محبت تھی۔ اور آپ کے دل میں ان کا انتہائی مقام تھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں

"خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ کوئی انسان حسین رضی اللہ عنہ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید من عادیٰ لی ولیاً دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے" (اعجاز احمدی ص [illegible])

اور یہ شعر کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

خود حضرت امام حسینؓ سے آپ کی بے انتہا عقیدت اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کربلا میں کس طرح حضرت امام حسینؓ کو تکالیف دی گئیں۔ اور کس طرح آپ کو باطل کے مقابلہ میں کوشش کرنی پڑی۔ تو آپ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میرے لئے بھی دشمنوں نے ایک کربلا تیار کی ہوئی ہے۔ شب و روز مجھے دکھ اور تکالیف میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اور جس طرح حضرت امام حسینؓ خدا کی راہ میں شہید ہوئے۔ اسی طرح مجھے بھی نظر آرہا ہے۔ کہ میری جماعت میں سے بھی حضرت امام حسینؓ کی سنت پر عمل کرنے والے پیدا ہوں گے۔ جن کے لئے شہادت مقدر ہے۔ اور وہ اسلام کیلئے حضرت امام حسینؓ کے اسوہ پر عمل کرنا سعادت سمجھیں گے۔ تو یہ شعر تو خود آپ کی حضرت امام حسینؓ سے بے انتہا عقیدت اور محبت کا اظہار کر رہا ہے۔

معترض کو اعتراض ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دشمنوں کو خنزیر اور عورتوں کو کتیاں کہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عربی شعر کے مفہوم کو اس طرح بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن کاش معترض اصل کتاب کو دیکھ لیتا۔ جہاں یہ بھی لکھا تھا۔

سبّوا وما ادری لای جریمۃ
سبّوا انعصی ام نتجنب

کہ دشمنوں نے ہمیں گالیاں دیں اور ہم نہیں جانتے کہ کس جرم کی پاداش پر دیں۔ کیا ہم نافرمان ہیں۔ یا کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کیلئے یا غیر از جماعت لوگوں کے لئے یا صرف نہ ماننے والوں کے لئے سخت الفاظ استعمال نہیں کئے۔ بلکہ "دشمن اور گالیاں دینے والے دشمن" کے لئے۔ اور دشمن وہ ہوتا ہے۔ جو حقیقت جانتے ہوئے بھی مخالفت پر اصرار کرے اور گالیاں دے اور بدزبانی اختیار کرے۔ ورنہ شریف آدمیوں کو آپ نے کبھی ایسا نہیں لکھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے۔ جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق اختیار نہیں کرتے" (ایام الصلح ٹائیٹل پیج ۲)

پھر لجنۃ النور میں حضور عربی میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"ہم صالح علماء اور مہذب شرفاء کی ہتک سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ خواہ مسلمانوں سے ہوں یا عیسائیوں سے یا آریوں سے۔ ہمارے نزدیک سب قابل عزت ہیں۔ بلکہ ہمیں تو ان کے بے وقوفوں سے بھی واسطہ نہیں۔ ہمارے مخاطب تو صرف وہ لوگ ہیں جو اپنی بدزبانی اور گندہ دہانی کی وجہ سے مشہور ہو چکے ہیں۔ ورنہ جو لوگ نیک ہیں اور بدزبان نہیں۔ ہم ان کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ بلکہ بھائیوں کی طرح اُن سے محبت کرتے ہیں"

پھر معترض نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف انوار الاسلام ص ۳۰ سے یہ عبارت منسوب کی ہے "جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا۔ کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ اور وہ حلال زادہ نہیں ہے"

اب اس عبارت کو میں مع سیاق و سباق کے درج کرتا ہوں جس سے خود بخود ولد الحرام اور حلال زادہ کی تشریح ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام عبد اللہ آتھم کے نہ مرنے پر نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی۔ اور جھوٹے سچے کے لئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا۔ اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا۔ کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا۔ اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا۔ اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا۔ کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا۔ کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے۔ تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے۔ جو میں نے پیش کی ہے۔ ورنہ اس پر کھانا پینا حرام ہے۔ اگر وہ اس اشتہار کو پڑھے اور مسٹر عبد اللہ آتھم کے پاس نہ جائے اور اگر خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں تو اس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگاوے۔ کہ تا وہ کلمات مذکورہ کا اقرار کر دے اور تین ہزار روپیہ لے لے۔ اور یہ کارروائی کر دکھا دے۔ پھر اگر عبد اللہ آتھم میعاد قرارداد سے بچ جائے۔ تو بے شک تمام دنیا میں مشہور کر دے کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ ورنہ حرامزادہ کی نشانی یہی ہے۔ کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا ہے۔ اگر کسی کو ایسا ہی اسلام سے اسلام کی طرف سے بغض اور عیسائیت کی طرف میل ہے۔ اور بہرصورت عیسائیوں کو فتحیاب بنانا چاہتا ہے۔ تو اب اس راہ کے سوا اور تمام راہیں بند ہیں۔ نہ ہم کسی کو ولد الحرام کہتے ہیں نہ حرامزادہ نام رکھتے۔ بلکہ جو شخص الیسا ہے اور صاف فیصلہ کو چھوڑ کر زبان درازی سے باز نہیں رہیگا وہ آپ یہ ملعم نام اپنے لئے اختیار کر لیگا۔ خداوند تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ بے شک اسلام کی فتح ہوئی۔ اور دین محمدیؐ ہی غالب رہا۔ اور عیسائی ذلیل ہوئے"

مندرجہ بالا عبارت اپنے ماحول میں اپنے مفہوم کو واضح کر رہی ہے مگر جان بوجھ کر شرارت و عناد سے زبان درازی کرنے والے اور عیسائیت کے حامی۔ اسلام کی ذلت چاہنے والے سیدھی راہ اختیار کرنے والے لوگ کون ہیں اور جن لوگوں میں اتنی گستاخیاں اور بے باکیاں پائی جائیں۔ شاید معترض انہیں مومن ہی سمجھتا ہو۔

اس کے بعد معترض نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف منسوب کر کے ایک حوالہ درج کیا ہے۔ اور یہاں بھی اس کی جھوٹی قسم کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ اس نے یہ الفاظ خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف منسوب کئے ہیں۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"
(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

اب آئینہ صداقت کا صفحہ ۳۵ دیکھ لو یہ عبارت کہیں موجود نہیں۔ اور صاف ظاہر کر رہی ہے۔ کہ معترض نے دوسرے لوگوں کی قے چاٹی ہے۔ اور خود آئینہ صداقت کو دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اب

میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے اس لطیف مضمون کو لکھتا ہوں۔ جس کے مفہوم کو بگاڑ کر اور کتر بیونت کر کے پیش کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"ہاں میرے نزدیک کفر کی تعریف یہ ہے کہ ایسے اصول میں سے کسی اصل کا نہ ماننا جن کے نہ ماننے سے نہ ماننے والا احد اکا باغی قرار پاوے اور جس کے نہ ماننے سے روحانیت مر جائے۔ اور چونکہ اسلام کے احکام کی بناء ظاہر پر ہے۔ اس لئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے۔ خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں۔ کہ انہوں نے اس کا نام نہیں سنا کافر کہلائیں گے۔ گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہونگے کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان بالاتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں۔ خواہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو۔ کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہاٹنٹاٹس یا آسٹریلیا کے وحشیوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ اور نہ ان ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کی نسبت فتویٰ اسلام دیا ہے۔ جو پہاڑوں یا اندرون یورپ میں رہتے ہیں۔ اور جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا کوئی علم نہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۷-۳۸)

(باقی پھر)

اگر جملہ فرقہ ہائے اسلام نے سیاسی اتحاد کو برقرار نہ رکھا تو پاکستان کا تحفظ خطرہ میں پڑ جائیگا

"اتحاد کانفرنس" کے اجلاسِ عام میں سید بشیر احمد رضوی کی ولولہ انگیز تقریر

لاہور ۲ جون۔ کل رات یہاں سید بشیر احمد صاحب رضوی ایڈووکیٹ کراچی نے اس امر پر زور دیا کہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک کہ وہ پاکستان کو اس درجہ مستحکم نہ بنا لے کہ کوئی اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے۔ آپ نے کہا اس کے لئے کامل اتحاد کی ضرورت ہے، اگر جملہ فرقہ ہائے اسلام نے سیاسی اعتبار سے اپنے آپ کو بنیان مرصوص کی طرح متحد نہ کیا تو پھر پاکستان کا سربلند ہونا تو کجا اس کا قائم رہنا ہی مشکل ہو جائیگا۔

سید بشیر احمد صاحب رضوی نے ان دردبھرے خیالات کا اظہار موری دروازے کے باہر کل رات اس عظیم الشان اتحاد کانفرنس کے پہلے اجلاس عام میں کیا جو آل پاکستان انجمن اتحاد المسلمین کے زیر اہتمام اور مولانا اختر علی خان صدر انجمن اتحاد المسلمین کی زیر نگرانی منعقد ہو رہی ہے۔ مولانا اختر علی خان نے بھی اپنے خطبہ استقبالیہ میں سب اسلامی فرقوں کے کامل طور پر متحد ہونے کی پرزور اپیل کی۔

تقریر کے آغاز میں سید بشیر احمد صاحب رضوی نے سیاسیات ملیہ کے ان ادوار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جن میں سے گذرنے کے بعد بالآخر پاکستان کا حصول ممکن ہوا۔ اس ضمن میں آپ نے ان گروہوں اور جماعتوں کا بھی ذکر کیا جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کی جد وجہد آزادی میں روڑے اٹکاتے رہے اور اس بات کی کوشش کرتے رہے کہ حصول پاکستان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ آپ نے کہا یہ امر افسوسناک ہے کہ ایک ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی متعدد سیاسی جماعتوں نے مسلم لیگ کی ساکھ کو خاک میں ملانے کی کوشش کی۔ ان جماعتوں میں سے آپ نے جمعیت العلماء ہند۔ مجلس احرار اسلام۔ خاکسار تحریک۔ اور آزاد مسلم کانفرنس وغیرہ جماعتوں کا خاص طور پر ذکر کیا اور ایک ایک کا نام لے کر حاضرین سے پوچھا کہ کیا ان جماعتوں نے پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا؟ حاضرین بہ آواز بلند اس امر کی تصدیق کرتے رہے کہ ضرور ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کہا اگر خدا تعالیٰ قائد اعظم کو کھڑا نہ کرتا تو یہ سارے دشمن ملت گروہ متحد ہو کر پاکستان کے تصور کو ذبح کر کے ہی دم لیتے۔ خدا اپنی رحمتیں نازل کرے قائد اعظم پر کہ انہوں نے ان کو ناکام بنایا اور ہمیشہ انہیں مسلم عوام سے دور ہی رکھا تا کہ یہ مسلم لیگ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا بے شک پاکستان قائم ہو چکا ہے۔ لیکن ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم سست ہو جائیں تان کر سو رہیں۔ یا ان اصولوں کو ہی فراموش کر بیٹھیں جن پر ہمیں قائد اعظم نے گامزن کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اپنے ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ مستعد ہونے۔ پہلے سے بھی زیادہ متحد ہونے اور پہلے سے بھی زیادہ ان اصولوں پر چلنے کی ضرورت ہے جن پر قائد اعظم نے ہمیں گامزن کر کے پاکستان کا حصول ممکن بنایا تھا۔

آپ نے جملہ فرقہ ہائے اسلام اور متعدد گروہوں کو دردبھرے الفاظ میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ میرے سنی بھائیو! اے میرے شیعہ بھائیو۔ اے میرے قادیانی بھائیو! اے میرے اہلحدیث بھائیو۔ اے سندھی بھائیو! اے پنجابی بھائیو۔ اے سرحدی بھائیو۔ اور اے بنگالی بھائیو! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا بعض غیر اسلامی ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کی بے بسی اور حالت زار کو دیکھتے ہوئے تم فخر سے اپنا سر اونچا کر سکتے ہو؟ کیا وقت اس بات کا تقاضا نہیں کر رہا کہ تم تفرقہ چھوڑ دو۔ انتشار پسندی سے کنارہ کش ہو جاؤ اور باہم متحد ہو کر پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جاؤ تا کہ باقی اسلامی دنیا کا یوم استخلاص بھی قریب سے قریب تر آ جائے

سید بشیر احمد صاحب رضوی نے دنیا کے مسلمانوں کی زبوں حالی اور اس کے پیش نظر کامل اتحاد کی ضرورت پر رقت آمیز پیرائے میں روشنی ڈالنے کے بعد مزید فرمایا۔ اب ہم کو اسلام کے نئے نظریہ کی تشکیل کرنا پڑے گی۔ بد قسمتی سے اسلام کو صرف سنی عقائد تک ہی محدود کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ سیاسی لحاظ سے اب اسلام نام ہے ۷۲ یا ۷۲ سے بھی زیادہ فرقوں کے باہمی اعتدال وامتزاج کا۔ آج کل کی سیاسی دنیا میں اسلام کی تعریف یہ ہے کہ اس میں شیعیت بھی ہو سنیت بھی ہو حنبلیت بھی ہو مالکیت اور قادیانیت وغیرہ بھی ہو۔ گویا اسلام ایک کوزہ جس میں اسلام کا سارا دریا بند ہو۔ اگر سنی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ وہ شیعہ فرقے کو پامال کر دے۔ تو زمانہ کے حالات بتا رہے ہیں کہ وہ خود پامال ہو جائینگے اگر شیعہ چاہتے ہیں کہ وہ سنی فرقے کو پامال کر دیں تو وہ خود پامال ہو جائیں گے۔ اگر کوئی گروہ یہ چاہے کہ وہ اپنی اکثریت کے بل پر قادیانیوں کو ختم کر دے تو وہ خود مٹ جائے گا۔ اگر ہم بحیثیت مسلمان کے دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اور ہر جگہ کے مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ تو پھر ہمیں سیاسی طور پر باہم متحد ہو کر ایسا رنگ اختیار کرنا پڑے گا۔ کہ جس سے ہر فرقے کو اطمینان ہو۔ کہ اس کے حقوق محفوظ رہیں گے وہ اپنے معتقدات پر وہ آزادی سے عمل کر سکے گا۔ اور قومی وملی کاموں میں وہ سب کے ساتھ برابر کا شریک رہے گا اگر ہم اس طریق پر عمل کریں گے۔ تو کامیاب رہیں گے کامیابی کا یہی ایک گر ہے

آخر میں آپ نے قوم کو متنبہ کیا۔ کہ یہ فرقہ وارانہ چپقلش وہی لوگ پھر پیدا کر رہے ہیں۔ جنہوں نے پاکستان کے نظریہ کی مخالفت کی۔ اور جو اب اسے برباد کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں وہ لکھنؤ والا رنگ یہاں پھر جمانا چاہتے ہیں۔ ان کو منہ نہ لگاؤ اور ان سے کہدو۔ ہمارا مقصد بہت بلند ہے۔ ہم پاکستان کو مضبوط بنا کر تمام دنیائے اسلام کو سربلند کرنا چاہتے ہیں۔ نفاق پھیلا کر ہمارے لئے مشکلات نہ پیدا کرو۔

. . . .

. . . .

سید بشیر احمد صاحب رضوی کی تقریر سے قبل مولانا اختر علی خاں صدر آل پاکستان انجمن اتحاد المسلمین نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں جملہ فرقہ ہائے اسلام کے درمیان اتحاد کی اپیل کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ پاکستان کا تحفظ اور اس کا استحکام اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ ہم متحد ہو جائیں۔ تمام اختلافات کو ختم کر دیں۔ اور پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے خداوند عزوجل سے اس امر کا عہد کریں۔ کہ پاکستان کو ہر چیز پر مقدم سمجھیں گے۔ اور اس کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

اتحاد کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجلاس مولانا سیفی ندوی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا۔ سید بشیر احمد صاحب رضوی کی ولولہ انگیز تقریر کے بعد دوسرے دن ملتوی کر دیا گیا۔

برطانیہ کو ابھی تک تصفیہ ہو جانے کی امید ہے

لنڈن ۲ جون۔ کل لنڈن میں اینگلو ایرانی آئل کمپنی کا ایک ترجمان یہ بتانے سے معذور رہا۔ کہ کمپنی حکومت ایران کے اس مراسلے کا جواب کب دے گی جو حکومت ایران نے ایران میں متعینہ کمپنی کے اعلیٰ نمائندے کو کل دس روز دیا تھا اور جو یہاں جمعرات کو موصول ہوا تھا۔ ترجمان یہ بھی نہ بتا سکا کہ کمپنی کا جواب کیا ہوگا۔

برطانوی حلقوں نے اس بات کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا کہ حکومت ایران میں کن واقعات کی توقع رکھتی ہے۔ لیکن ان حلقوں کا کہنا ہے کہ حکومت نے ابھی تک مذاکرات کے ذریعہ تصفیہ ہو جانے کی امید کو ترک نہیں کیا۔

طہران کے آمدہ غیر سرکاری اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ایرانی حکام ان پانچ دنوں کے گذر جانے کے بعد جن میں کمپنی کو مراسلے کے جواب میں اپنی تجاویز پیش کرنا ہے کوئی قدم نہ اٹھائیں تو اصلی بحران کچھ دنوں کے لئے ٹل سکتا ہے۔ اس دوران میں حکومت ایران کو کمپنی کے جواب پر غور کرنے کا موقعہ بھی مل جائیگا۔ (ڈاسٹار)

کوریا میں جنگ بند کرنے کے مذاکرات

ٹوکیو ۲ جون۔ اقوام متحدہ کے کوریا کمیشن کے تین ممبران کے اچانک نئی دہلی کو پرواز کر جانے کے باعث یہاں پھر کوریا میں جنگ بند کرنے کے مذاکرات کے متعلق پھر قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ ان ممبران کے مشن کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہوتی ہے کہ جہاز کے سفر کے لئے ان ممبروں کو ہر دوسرے شخص پر فوقیت دی گئی۔ برطانوی سفارت خانے نے خاص طور پر تین ایسے اشخاص سے سفارش کی تھی۔ جو لنڈن جانے والے تھے کہ وہ اپنا سفر ملتوی کر دیں۔ اور اقوام متحدہ کے کمیشن کے ممبران کو جہاز پر جانے دیں۔